کوئی آسان کھیل نہیں یہ وہ فولادی چٹانیں ہیں جن سے ٹکرانے والی طاقتیں خود ہی پاش پاش ہو جاتی ہیں۔

علامہ صاحب نے جس قدر حیرت انگیز پامردی و استقامت کا مظاہرہ کیا ہر مصیبت کا مقابلہ کیا اور ایثار و قربانی کی راہ میں ایک نئے باب کا اضافہ کیا بلکہ انہوں نے اہل حدیثوں اور فرزندان اسلام کے دلوں میں ایک نئی ایمانی حرارت پیدا کر دی غیرت دین کو بیدار کیا افراد ملت کے دلوں کی دھڑکنوں کو تیز کیا اور غافل اہل حدیثوں کو بیداری کا پیغام دیا۔ سست رووں کو سبک روی کا درس دیا اور بھٹکے ہوئے مسافروں کو نوید منزل دی مایوس دلوں کو رجائیت کے آب حیات سے سیراب کیا۔ بے خبر اہل اسلام (اہل حدیث) کو خودی اور اور خود داری سے روشناس کرایا ایسے ہی تو مقام شہادت نہیں مل گیا۔

سرمایہ داروں کے خلاف جہاد کیا بے حمیت حکمرانوں کے خلاف آواز حق بلند کی سود کو جائز قرار دینے والی حکومت کو للکارا۔ منافق "امیرالمومنین" کو خانہ کعبہ میں یہ درس دیا کہ تم اسلام نافذ کر دو یا اسلام کا نام لینا چھوڑ دو اور میں تمہاری مخالفت چھوڑ دوں گا انہوں نے حکمرانوں کے ایوانوں میں ہلچل مچا دی اور جہاد کو پھر سے مسلمانوں کا مقدر بنا دیا اور لاکھوں اہل حدیث شاہینوں جیالوں کو یہ درس دیا کہ اپنی عزیز جانوں کے نذرانے پیش کرکے ملت اسلامیہ کا تحفظ کریں۔

کافر ہے تو شمشیر پہ کرتا ہے بھروسہ
مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی

اصدق الکلام

صفحات = ۸۰
موضوع = وجوہات فاتحہ خلف الامام
مصنف = حکیم محمد صفدر عثمانی صاحب
ناشر = کاہلوں موٹرز گوجرانوالہ

مولانا حکیم محمد صفدر عثمانی صاحب نے وجوب فاتحہ پر مستند دلائل جمع کر دیئے ہیں۔ مبتدی حضرات کے لئے کتاب کا مطالعہ بہت مفید ثابت ہو سکتا ہے۔ مخالفین کے تار عنکبوت سے بھی زیادہ بودے اور ضعیف دلائل کا مسکت جواب دیا ہے۔ جزاہ اللہ خیر

تاثرات

محمد فاروق، قطر

میں اکیس سال سے اپنے والد کے ہمراہ قطر میں مقیم ہوں۔ ہم نے تو کبھی نہ علامہ شہیدؒ کو دیکھا تھا اور نہ سنا تھا مگر والد محترم بتایا کرتے تھے کہ پاکستان کے کبار علمائے اہلحدیث میں ایک شخصیت علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ کی بھی ہے۔ بہرحال اللہ تعالیٰ کو منظور تھا کہ ہم بھی علامہ شہیدؒ کو دیکھیں چنانچہ ۲۲ دسمبر ۱۹۸۶ء بروز پیر علامہ شہید رحمہ اللہ یہاں قطر تشریف لائے کسی کے علم میں نہ تھا کہ علامہ شہید آئیں گے۔ آپ کو بتا چکا ہوں کہ میرے والد ابتداء ہی سے علمائے حق کے خادم رہے ہیں یہاں قطر میں بھی ان کے عرب علمائے کرام سے اچھے تعلقات ہیں۔ پیارے قائد علامہ شہید رحمہ اللہ جب یہاں تشریف لائے تو اس کی خبر سعودی ادارہ "المرکز الاسلامی للدعوۃ والارشاد" کو ہو گئی۔ وہاں پر موجود ہندوستانی علماء کرام نے میرے والد کو اطلاع دی کہ سنا ہے علامہ احسان الٰہی ظہیر "فندق الواحہ" میں ٹھہرے ہوئے ہیں ہمیں علم ہوتے ہی ہم فوراً علامہ شہیدؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہم جب وہاں ان کے پاس پہنچے تو شام کے چار بج رہے تھے ملاقات کے بعد علامہ شہیدؒ نے بتایا کہ میں نے ابھی قطر ہائی کورٹ کے سینئر جج فضیلۃ الشیخ احمد بن حجر آل بوطامی السلفی کے ہاں جانا ہے چونکہ فضیلۃ الشیخ سے وقت پہلے طے ہو چکا ہے آپ لوگ بھی میرے ساتھ قاضی صاحب کے ہاں چلیں۔

جب ہم علامہ شہید رحمہ اللہ کے ہمراہ قاضی صاحب کے ہاں پہنچے تو قاضی صاحب نے بڑے جوش و خروش سے علامہ شہید کا استقبال کیا (چونکہ قاضی صاحب پہلے بھی علامہ مرحوم کی شخصیت سے غائبانہ طور پر واقف تھے) جب مجلس خوب جم گئی اور گفتگو شروع ہو گئی تو تصوف کا مسئلہ زیر بحث آگیا اور بات یہاں تک جا پہنچی کہ علامہ شہیدؒ نے بتایا کہ جامعہ ازہر (مصر) میں تصوف اس طرح چھا چکا ہے کہ جس کی مثال نہیں ملتی۔ یہ بات سنتے ہی قاضی کی مجلس میں موجود علمائے کرام آگ بگولہ ہو گئے۔ انہوں نے مجلس میں اونچی اونچی باتیں کرنا شروع کر دیں اور اس امر سے انکار کرنا شروع کر دیا کہ ازہر پر مصری تصوف غالب ہے مگر میں نے دیکھا کہ ایک ہی منٹ میں میرے پیارے قائد شہید رحمہ اللہ نے پورے مجمع کو اس طرح اپنے اعتماد میں لے لیا کہ پھر کسی کو جرات نہ ہوئی کہ وہ علامہ شہید کے سامنے بات کر سکتا۔ بلکہ میں نے دیکھا جب مجلس ختم ہوئی تو وہی مصری علماء جو زور زور کی باتیں کر رہے تھے علامہ شہیدؒ کے سامنے طالب علموں کی طرح کھڑے ان سے سوالات کر رہے تھے۔

اس کے بعد جب مجلس ختم ہوئی تو شیخ احمد بن حجر قاضی محکمہ شرعیہ نے علامہ شہیدؒ کو مجبور کیا کہ